بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

اِنَّ الفضل بید اللہ یُؤتیہ من یشاء — عسیٰ اَن یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ

الفضل

قادیان

یوم سہ شنبہ

جلد ۳۲	یکم ماہ ظہور ۱۳۲۳ھش	۱۱ شعبان ۱۳۶۳ھ	یکم اگست ۱۹۴۴ء	نمبر ۱۷۸

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی ۲۹ ماہ وفا (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ڈاکٹری اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضور کو درد نقرس کی شکایت ہے کل شام کی نسبت اس وقت کمی ہے کامل صحت کیلئے دعا کی جائے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سر کے چکروں کی شکایت ہے احباب دعائے صحت کریں۔ — حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ حرم اول سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت کل سے کسی قدر بہتر ہے پوری صحت کیلئے دعا کی جائے۔

قادیان ۳۰ ماہ وفا حضرت میرزا بشیر احمد صاحب کو پاؤں کے جوڑ میں درد نقرس کی یاد تکلیف ہے اور ساتھ حرارت بھی ہے۔ گذشتہ رات بے چینی اور بیخوابی میں گذری۔ احباب دعائے صحت کریں — سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ بیگم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ — صاحبزادی امۃ الوکیل سلمہا اللہ تعالیٰ کی حالت بدستور ہے اور کمزوری بڑھ رہی ہے۔ آج ایک پھوڑے کا جو ران پر تھا اپریشن کیا گیا احباب کامل صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

حضرت نواب محمد علی خانصاحب کے متعلق شملہ سے بذریعہ فون کل یہ اطلاع ملی تھی کہ آپکو پہلے جو چکروں کا دورہ ہوگیا تھا۔ وہ اب نہیں۔ آج صبح بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اب نسبتاً آرام ہے۔ خون کا دورہ ہے۔ احباب حضرت نواب صاحب کی کامل صحت ...

خطبہ نکاح

مَیں اللہ تعالیٰ کے حکم اور اُس کے منشاء کے ماتحت یہ کام کر رہا ہوں

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ ماہ وفا ۱۳۲۳ھش مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۴۴ء بعد نماز عصر

(میں نے درست کرتے وقت اس خطبہ سے بعض حصے مختصر کر دیے ہیں اور بعض خوابیں وغیرہ اور بڑھا دی ہیں۔ مرزا محمود احمد)

(مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر)

سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ کے ساتھ اپنے نکاح کا اعلان فرماتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا:-

دنیا میں بعض اعمال بظاہر متفرق کڑیاں معلوم ہوتے ہیں۔ اور بعض اعمال ایک زنجیر کی طرح چلتے ہیں۔ آج جس واقعہ کا میں ذکر کرتا ہوں وہ بھی اسی زنجیر کی قسم کے واقعات میں سے ہے

آج سے ۳۸ سال قبل

ایک واقعہ یہاں ہوا تھا۔ ہمارا ایک چھوٹا بھائی تھا۔ جس کا نام مبارک احمد تھا۔ اس کی قبر بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار کے مشرق کی طرف موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہ بہت ہی پیارا تھا

مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے ہوتے تھے۔ ہمیں مرغیاں پالنے کا شوق پیدا ہوا۔ کچھ مرغیاں میں نے رکھیں کچھ میر محمد اسحاق صاحب مرحوم نے رکھیں۔ اور کچھ میاں بشیر احمد صاحب نے رکھیں۔ اور بچپن کے شوق کے مطابق مقابلۃً ہم اُن کے انڈے جمع کرتے پھر اُن سے بچے نکالتے۔ یہانتک کہ سو کے قریب مرغیاں ہوگئیں بچپن کے شوق کے مطابق صبح ہی صبح ہم جاتے۔ مرغیوں کے ڈربے کھولتے۔ انڈے گنتے اور پھر فخر کے طور پر ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے۔ کہ میری مرغی نے اتنے انڈے دئے ہیں۔ اور میری نے اتنے۔ ہمارے اس شوق میں

مبارک احمد مرحوم

بھی جاکر شامل ہو جاتا۔ اتفاقاً ایک دفعہ وہ بیمار ہوگیا۔ اسکی خبرگیری سیالکوٹ کی ایک خاتون کرتی تھیں۔ جن کا عرف دادی پڑا ہوا تھا۔ ہم بھی اُسے دادی ہی کہتے اور دوسرے سب لوگ بھی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اُسے دادی کہنے پر بہت چڑا کرتے تھے۔ مگر اس لفظ کے سوا شناخت کا کوئی اور ذریعہ بھی نہ تھا۔ اس لئے آپ بجائے دادی کے انہیں جگ دادی کہا کرتے تھے۔ جب مبارک احمد مرحوم بیمار ہوا۔ تو دادی نے کہہ دیا۔ کہ یہ بیمار اس لئے ہوا ہے۔ کہ مرغیوں کے پیچھے جاتا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بات سُنی۔ تو فوراً حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ کہ مرغیاں گنوا کر ان بچوں کو قیمت دے دی جائے اور مرغیاں ذبح کرکے کھالی جائیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبارک احمد بہت پیارا تھا ۱۹۰۷ء میں وہ بیمار ہوگیا اور اسکو شدید قسم کے ٹائیفائڈ کا حملہ ہوا۔ اُسوقت دو ڈاکٹر قادیان میں موجود تھے۔ ایک

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔

ایڈیٹر:- غلام نبی

ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ومغفور

تھے۔ ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ ہمیں باہر نوکری کرنے کے بجائے قادیان میں رہ کر خدمت کرنی چاہیئے۔ اور اس رنگ میں شائد وہ پہلے احمدی تھے۔ جو ملازمت چھوڑ کر یہاں آ گئے تھے۔ ایک تو وہ تھے۔ اور دوسرے

ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب

تھے۔ جو رخصت پر یہاں آئے ہوئے تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ مل کر مبارک احمد مرحوم کا علاج کیا کرتے تھے۔ اس کی بیماری کے ایام میں کسی شخص نے خواب دیکھا۔ کہ

مبارک احمد کی شادی

ہو رہی ہے۔ اور معبرین نے لکھا ہے۔ کہ اگر شادی غیر معلوم عورت سے ہو۔ تو اس کی تعبیر موت ہوتی ہے۔ مگر بعض معبرین کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ اگر ایسے خواب کو ظاہری صورت میں پورا کر دیا جائے۔ تو بعض دفعہ یہ تعبیر ٹل جاتی ہے پس جب خواب دیکھنے والے نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا یہ خواب سنایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ معبرین نے لکھا ہے۔ کہ اس کی تعبیر تو موت ہے۔ مگر اسے ظاہری رنگ میں پورا کر دینے کی صورت میں بعض دفعہ یہ تعبیر ٹل جاتی ہے۔ اس لئے آؤ مبارک احمد کی شادی کر دیں۔ گویا وہ بچہ جسے شادی بیاہ کا کچھ بھی علم نہ تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کی شادی کا فکر ہوا۔ جس وقت حضور علیہ السلام یہ باتیں کر رہے تھے۔ تو اتفاقاً ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب کے گھر سے جو یہاں بطور مہمان آئے ہوئے تھے۔ صحن میں نظر آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو بلایا۔ اور فرمایا ہمارا منشاء ہے۔ کہ مبارک احمد کی شادی کر دیں۔

آپ کی لڑکی مریم ہے

آپ اگر پسند کریں۔ تو اس سے مبارک احمد کی شادی کر دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ حضور مجھے کوئی عذر نہیں۔ لیکن اگر حضور کچھ مہلت دیں تو ڈاکٹر صاحب سے بھی پوچھ لوں۔ ان دنوں ڈاکٹر صاحب مرحوم اور ان کے اہل وعیال گول کمرہ میں رہتے تھے۔ وہ نیچے گئیں۔ اور جیسا کہ بعد کے واقعات معلوم ہوئے۔ وہ یہ ہیں کہ ڈاکٹر صاحب شائد وہاں نہ تھے۔ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کچھ دیر انتظار کیا۔ تو وہ آ گئے۔ جب وہ آئے۔ تو انہوں نے اس رنگ میں ان سے یہ بات کی۔ کہ اللہ تعالےٰ کے دین میں جب کوئی داخل ہوتا ہے۔ تو بعض دفعہ اس کے

ایمان کی آزمائش

بھی ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ آپ کے ایمان کی آزمائش کرے۔ تو کیا آپ پکے رہیں گے۔ ان کو اس وقت دو خیال تھے۔ کہ شائد ان کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو یہ رشتہ کرنے میں تامل ہو۔ ایک تو یہ کہ اس سے قبل ان کے خاندان کی کوئی لڑکی کسی غیر سید کے ساتھ نہ بیاہی گئی تھی۔ اور دوسرے یہ کہ مبارک احمد ایک مہلک بیماری میں مبتلا تھا اور ڈاکٹر صاحب مرحوم خود اس کا علاج کرتے تھے۔ اور گھر میں جا کر ذکر کیا کرتے تھے۔ کہ اس کی حالت نازک ہے۔ اور اس وجہ سے وہ خیال کرتی تھیں۔ کہ یہ شادی ننانوے

فیصدی خطرہ سے پُر ہے۔ اور اس سے لڑکی کے ماتھے پر جلد ہی

بیوگی کا ٹیکہ

لگنے کا خوف ہے۔ اور ان باتوں کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کے گھر والوں کو یہ خیال تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ ڈاکٹر صاحب کمزوری دکھائیں۔ اور ان کا ایمان ضائع ہو جائے۔ اس لئے انہوں نے پوچھا کہ اگر اللہ تعالےٰ آپ کے ایمان کی آزمائش کرے۔ تو کیا آپ پکے رہیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ کہ مجھے امید ہے۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا کریگا۔ اس پر والدہ مریم بیگم مرحومہ نے ان کو بات سنائی۔ اور بتایا کہ اس طرح میں اوپر گئی تھی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ

مریم کی شادی مبارک احمد سے

کر دیں۔ یہ بات سنکر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اچھی بات ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ پسند ہے۔ تو ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے ان کا یہ جواب سنکر مریم بیگم مرحومہ کی والدہ اللہ تعالےٰ ان کے درجات کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے رو پڑیں۔ اور بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب مرحوم نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا۔ کیا تم کو یہ تعلق پسند نہیں۔ انہوں نے کہا مجھے پسند ہے۔ بات یہ ہے۔ کہ جب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نکاح کا ارشاد فرمایا تھا۔ میرا دل دھڑک رہا تھا۔ اور میں ڈرتی تھی۔ کہ کہیں آپ کا ایمان ضائع نہ ہو جائے۔ اور اب آپکا یہ جواب سنکر میں خوشی سے اپنے آنسو روک نہیں سکی۔ چنانچہ یہ شادی ہو گئی۔ اور کچھ دنوں کے بعد وہ لڑکی بیوہ بھی ہو گئی۔

اللہ تعالےٰ کسی کے اخلاص کو ضائع نہیں کرتا۔ آخر وہی لڑکی پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں آئی۔ اور خلیفہ وقت سے بیاہی گئی۔ اور باوجود شدید بیمار رہنے کے اللہ تعالےٰ نے اسے اس وقت تک مرنے نہیں دیا۔ جب تک کہ اس نے اپنی مشیت کے ماتحت اس پیشگوئی کے میرے وجود پر پورا ہونے کا انکشاف نہ فرما دیا۔ جو

اسلام اور احمدیت کی ترقی

کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ اور اسے ان خواتین مبارکہ میں شامل نہ کر لیا۔ جو ازل سے مصلح موعود سے منسوب ہو کر حضرت مسیح موعود کا جزو کہلانے والی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس ایمان کی جزا تھی۔ جو مریم بیگم مرحومہ کی والدہ نے اس وقت ظاہر کیا تھا۔

مریم بیگم کی وفات کے بعد

پہلے کچھ دن تو اس قسم کی بات کا احساس ہو ہی نہ سکتا تھا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد مجھے یہ احساس ہوا۔ کہ وہ گھر اس لحاظ سے ویران ہے۔ کہ نہ اس میں ماں ہے اور نہ باپ۔ ایک شادی شدہ انسان کی راتوں پر اس کی زندہ بیویوں کا حق ہوتا ہے۔ اور پہلے میری راتیں جو چار حصوں میں تقسیم ہوتی تھیں۔ اب تین حصوں میں تقسیم ہونے لگیں۔ دن کے وقت تو میں کام کی وجہ سے گھر جا سکتا ہی نہیں اور اب رات کو بھی اس گھر میں نہ جا سکتا تھا۔ اور اس طرح

مریم بیگم مرحومہ کے بچے

نہ دن کو میرے پاس رہ سکتے تھے۔ اور نہ رات کو۔

اس احساس کے بعد مجھے خیال ہوا۔ کہ ان بچوں کو کسی دوسری بیوی کے سپرد کر دوں۔ تا جب میں اس کی باری میں اس کے گھر جاؤں۔ تو ان کی نگرانی بھی کر سکوں۔ اور ان کے حالات سے باخبر رہ سکوں۔ یہ خیال آنے پر میں نے غور کیا۔ کہ کس بیوی کے پاس ان کو رکھ سکتا ہوں۔ تو میں نے سمجھا کہ

میری چھوٹی بیوی مریم صدیقہ

ہی ہیں۔ جو مریم بیگم مرحومہ کے گھر میں جا کر رہ سکتی ہیں۔ اور ان کے بچوں کا محبت کے ساتھ خیال رکھ سکتی ہیں۔ مگر ساتھ ہی مجھے یہ بھی خیال آیا کہ وہ حضرت ام المومنین کے ساتھ رہتی ہیں۔ اور ان کی خدمت کا ان کو موقعہ ملتا ہے۔ دوسرے میں نے دیکھا۔ کہ ان کے متعلق بھی ڈاکٹروں کی یہی رائے ہے کہ وہ بھی اسی مرض میں مبتلا ہیں۔ جو ام طاہر مرحومہ کو تھا۔ ایک لڑکی کی پیدائش کے بعد سات سال سے ان کے ہاں اور اولاد نہیں ہوئی۔ اور پھر ان کی طبیعت ایسی ہے۔ کہ

میری رضا جوئی کے لئے

جب بچے آپس میں لڑیں۔ تو چاہے ان کی لڑکی کا قصور ہو۔ اور چاہے کسی دوسرے بچے کا۔ وہ اپنی لڑکی کو ہی سزا دیتی ہیں۔ تا دوسرے بچوں کے دل میں یا میرے دل میں یہ احساس پیدا نہ ہو۔ کہ وہ اپنی لڑکی کی طرفداری کرتی ہیں (وہ بوجہ بنت العم ہونے کے مجھ سے دوہرا تعلق رکھتی ہیں۔ اور اس لئے دوہری محبت۔ گو میری امۃ الحی مرحومہ کی سی فرمانبرداری کا مقام انہیں حاصل نہیں۔ کہ مرحومہ امۃ الحی نے دس سالہ مصاحبت میں ایک دفعہ بھی میری بات کو رد نہیں کیا۔ میرے واہمہ میں بھی نہیں آسکتا۔ کہ اس سے بڑھ کر فرمانبردار بیوی کوئی اور ہو سکتی ہو۔ حالانکہ استاد کی بیٹی ہوتے ہوئے اگر وہ کبھی مجھ سے تیزی کرتیں۔ تو ہرگز قابل تعجب نہ ہوتا) پس میں نے خیال کیا کہ یہ بہت ظلم ہوگا۔ کہ جس کے ہاں ایک ہی بچہ ہے اور بظاہر اور ہونے کا احتمال کم ہے۔ (گو ہم اللہ تعالےٰ کی رحمت سے مایوس نہیں) اس کے ایک ہی بچہ کو دکھ میں ڈال کر ماں کو دکھ میں ڈالدیا جائے۔

تکلیف مالایطاق

ہوگی۔ اور اس کے علاوہ میں نے مریم بیگم مرحومہ کے تجربہ کی بناء پر سوچا کہ کسی عورت کا دوسری بیوی کے بچوں کو پالنا اس کے لئے بہت کچھ ابتلاؤں کا موجب ہوتا ہے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ وہ بچے جن کو پالنا اس کے سپرد ہو دوسرے خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ میں نے "میری مریم" کے عنوان سے جو مضمون لکھا۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ جب میں نے امۃ الحی مرحومہ کے بچوں کو ام طاہر مرحومہ کے سپرد کیا۔ تو "نہ انہیں اور نہ مجھے معلوم تھا۔ کہ ہم اس وقت ان کی

موت کے فیصلہ پر دستخط

کر رہے تھے۔ کیونکہ اس ذمہ داری کی وجہ سے انہیں بھی اور مجھے بھی بہت تکالیف پہنچیں۔" اور یہ اس طرح ہوا کہ امۃ الحی مرحومہ کے خاندان کے بعض افراد یہ پسند نہ کرتے تھے۔ کہ میرے بچے میرے گھر میں رہیں بلکہ چاہتے تھے کہ اپنی نانی کے سپرد ہو جائیں۔ مگر میں نے فیصلہ کیا۔ کہ وہ میرے گھر میں رہیں۔ اور ان کو مریم بیگم مرحومہ کے سپرد کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔

کہ امۃ الحی مرحومہ کے خاندان کے بعض افراد کی ساری کوششیں ام طاہر مرحومہ کے خلاف استعمال ہونے لگیں (میں اس تفصیل کو اور معاملہ کو اللہ تعالےٰ پر چھوڑتا ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان حالات میں مریم بیگم کی صحت خراب ہوگئی اور بیہوشی کے دورے پڑنے لگے۔ جن دوروں نے اندرونی اعضاء کو نقصان پہنچایا۔ اور اس کے نتیجہ میں آج میں الگ تکلیف میں ہوں۔ اور ان کے بچے الگ غموں کا شکار ہو رہے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں بھی معاف فرمائے۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی معاف فرمائے۔ کہ اس کے فضل کے بعد سب مصائب اور فکر رحمت اور برکت بن جاتے ہیں) بہر حال ان بچوں کو مریم بیگم مرحومہ کے سپرد کرنا ان کی موت کے موجبات میں سے ایک ہوا۔ اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہی بات دوبارہ دوسری مریم کی نسبت دہرائی نہیں جاسکتی۔ اب مجھے کوئی اور رستہ نظر نہ آتا تھا۔ ایک دن میں

تذکرہ

پڑھ رہا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۱۸ فروری ۱۹۰۷ء کے حسب ذیل الہامات پڑھے۔ (۱) کل الفتح بعدہ (۲) مظہر الحق والعلاء کأن اللہ نزل من السماء۔ پھر اس کے بعد ۲۰ فروری کے یہ الہام درج ہیں (۱) انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم (۲) پسپا شدہ ہجوم (۳) افسوسناک خبر آئی ہے۔ فرمایا اس الہام پر ذہن کا انتقال بعض لاہور کے دوستوں کی طرف ہوا۔ مگر یہ انتقال ذہن بعد بیداری ہوا۔ الہام بھی شائد اس کے متعلق ہو (۴) بہتر ہوگا کہ اور شادی کر لیں۔ فرمایا معلوم نہیں کہ کس کی نسبت یہ الہام ہے۔" (تذکرہ صفحہ ۶۹۲)

۱۸ فروری کا الہام مظہر الحق والعلاء وہ الہام ہے۔ جو اس سے پہلے پسر موعود کے متعلق ہو چکا تھا جب میں نے یہ الہام پڑھا تو میرے ذہن میں آیا۔ کہ یہ پیشگوئی دوبارہ بیان کی گئی ہے۔ اور عجیب بات یہ نظر آئی۔ کہ پہلی پیشگوئی بھی فروری میں کی گئی تھی۔ اور یہ الہام بھی فروری کا ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا۔ یعنی آپ کی وفات سے قریباً سوا سال قبل اللہ تعالےٰ نے پھر

اس پیشگوئی کو دوہرا دیا

تا ایک لمبا عرصہ گزر جانے کی وجہ سے لوگ یہ نہ سمجھیں۔ کہ یہ منسوخ ہوگئی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ کل الفتح بعدہ کہ اس نشان کے بعد اصل فتوحات ہونگی۔ پھر آگے اسی سلسلہ میں یہ الہام ہے کہ انی مع الرسول اقوم والوم من یلوم۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ جب اس پیشگوئی کا ظہور ہوگا۔ تو چاروں طرف سے دشمن حملہ کرے گا۔ چنانچہ اس طرف مجھ پر اس پیشگوئی کا انکشاف ہوا۔ اور ادھر پیغامیوں نے

مخالفت کی آگ

پورے زور کے ساتھ بھڑکادی۔ اور طرح طرح کے اتہامات۔ جھوٹ اور کذب بیانیوں سے کام لینا شروع کر دیا۔ مگر ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ

"پسپا شدہ ہجوم"

اس کا مفہوم وہی ہے۔ جو قرآن کریم کی آیت سیھزم الجمع ویولون الدبر

کا ہے یعنی سب دشمن جمع ہو کر حملہ کریں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل و رسوا کرے گا اور وہ شکست کھا جائیں گے۔ یہ الہام اس دوسرے الہام سے جو پسر موعود کے متعلق ہے بہت ملتا ہے کہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا یعنے

جب پسر موعود ظاہر ہوگا

تو حق آجائے گا اور باطل بھاگ جائے گا۔ باطل تو بھاگنے ہی کی اہلیت رکھتا ہے۔ پھر اس الہام کے بعد یہ الہام ہے کہ افسوسناک خبر آئی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس انکشاف کے سوا ماہ بعد ام طاہر مرحومہ کی وفات ہوئی۔ اس الہام کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ذہن کا انتقال بعض لاہور کے دوستوں کی طرف ہوا۔ گو یہ انتقال ذہنی تھا مگر واقعہ نے بتا دیا ہے کہ درحقیقت یہ الہام لاہور ہی کے بارہ میں تھا۔ کیونکہ ام طاہر احمد لاہور میں ہی فوت ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کے الہامات فضول نہیں ہوتے۔ خالی یہ خبر دینا کہ ایک افسوسناک خبر آئی بغیر کسی ایسے قرینہ کے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ وہ خبر کس کے متعلق ہے کس قسم کی ہے بالکل بے معنے ہو جاتا ہے۔ لیکن جب ہم یہ امر دیکھیں کہ یہ سلسلہ الہام ہے۔ پہلے پسر موعود کے ظہور کا ذکر ہے۔ پھر دشمنوں کے شور کا۔ اور ان کی ناکامی کا۔ پھر

ایک افسوسناک خبر

کا۔ جس کا نتیجہ یہ پیدا کیا ہے کہ بہتر ہوگا۔ کہ اور شادی کر لیں۔ تو ان الہامات سے صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ افسوسناک خبر کسی کی بیوی کی وفات کی خبر ہے۔ کیونکہ اگلا الہام کسی مرد کی نسبت کہتا ہے کہ بہتر ہے کہ اور شادی کر لیں۔ پس افسوسناک خبر سے مراد اس شخص کی بیوی کی وفات ہی ہو سکتی ہے اور چونکہ اس سلسلۂ الہامات میں پسر موعود کے سوا کسی اور مرد کا ذکر نہیں۔ اس لئے یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ یہ فوت ہونے والی بیوی پسر موعود کی بیوی ہوگی۔ جو پسر موعود کے دعوے کے قریب زمانہ میں لاہور میں فوت ہوگی۔ ان تمام الہامات کو پڑھنے کے بعد اور یہ دیکھ کر کہ ادھر مجھ پر اس پیشگوئی کے میری ذات میں پورا ہونے کا انکشاف ہوا۔ اُدھر پیغامیوں نے پورے جوش کے ساتھ حملے شروع کر دئے۔ پھر اُم طاہر کی وفات واقعہ ہوئی۔ میں نے سمجھا کہ شاید میرا یہ نتیجہ نکالنا کہ بچوں کو کسی اور بیوی کے سپرد نہ کرنا چاہیئے۔ صحیح ہے۔ اور

اللہ تعالےٰ کا منشاء

یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اور شادی کرنا بہتر ہوگا۔ تب میرا ذہن اس طرف گیا۔ کہ جو دوسری بیوی بھی آئے گی بچے اُسے غیر سمجھیں گے۔ اور مرحومہ کے رشتہ دار بھی اس کے پاس نہیں آ سکیں گے۔ اور اس طرح بچوں کو دیکھ نہ سکیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ان میں سے جو کمزور ہوں گے۔ وہ اس کے ساتھ وہی سلوک کریں گے۔ جو مریم مرحومہ کے ساتھ امۃ الحی مرحومہ کے بعض رشتہ داروں نے کیا تھا۔ اس کا جواب کچھ دن تک میں نہ دے سکا۔ اتفاقاً ایک روز میں نے

تذکرہ سے فال

دیکھی۔ میں فال کا قائل تو نہیں۔ مگر مصیبت کے وقت بعض دفعہ انسان ان باتوں کی طرف بھی توجہ کر لیتا ہے۔ جن کا وہ قائل نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ وہ ناجائز نہ ہوں۔ میں نے تذکرہ کھولا۔ تو اس میں

لفظ "بُشریٰ"

موٹے حروف میں لکھا ہوا نظر آیا۔ اس وقت مجھے معلوم نہیں۔ کہ وہ کونسا صفحہ تھا۔ اسے دیکھ کر میرا ذہن اس طرف گیا۔ کہ میر محمد اسحاق صاحب مرحوم کی لڑکی کا نام بشریٰ ہے۔ مگر اس سے تو میری شادی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ میر صاحب مرحوم نے حضرت ام المومنین کا دودھ پیا ہے۔ پس وہ بشریٰ میری بھتیجی ہے۔ اس کے بعد میں نے اس بات کا ذکر مریم مرحومہ کے خاندان کے بعض افراد سے کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ ہمارا اپنا خیال یہ ہے۔ کہ مرحومہ کے گھر میں کوئی بڑا آدمی ضرور ہونا چاہیئے۔ اور اس وجہ سے ہم میں سے بعض کی رائے یہی ہے۔ کہ آپ اور شادی کر لیں۔ تو اچھا ہے۔ اور کہ اگر ہمارے ہی خاندان میں ہو جائے تو اور بھی اچھا ہے۔ اس صورت میں بچوں کی نگرانی زیادہ آسان ہوگی۔ تب میرا ذہن اس طرف گیا۔ کہ ان کے خاندان میں بھی ایک لڑکی بشریٰ نام کی ہے۔ اور اتفاق کی بات ہے۔ کہ بعض بیماریوں کی وجہ سے اس کی شادی اس وقت تک نہیں ہو سکی۔ اور اس کی عمر بھی بڑی ہو گئی ہے۔ اور اس لئے وہ بچوں کی دیکھ بھال اور نگرانی کا کام زیادہ اچھی طرح کر سکے گی۔ اس کے بعد

میں نے استخارہ کیا

تو وہ رویا ہوئی۔ جو یکم جون ۱۹۴۴ء کے "الفضل" میں شائع ہو چکی ہے۔ رویا میں میں نے دیکھا۔ کہ مجھے کوئی سفر پیش ہے۔ اور اس کے لئے میں سوچتا ہوں۔ کہ کس رنگ میں کروں۔ مولوی ابو العطاء صاحب ایک سواری میرے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ کوئی جانور مجھے دکھائیں۔ مجھے ایک سر دکھاتے ہیں۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ خچر کا سر ہے۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ کیا میں اس کو آپ کی سواری کے لئے سدھاؤں؟ اور میں کہتا ہوں بے شک سدھائیں۔ مگر کوئی خاص رغبت میرے دل میں پیدا نہیں ہوئی۔ میں کچھ آگے جاتا ہوں تو وہ میرے پیچھے دوڑتے ہوئے آتے ہیں اور پھر اس خچر کا سر مجھے دکھاتے اور کہتے ہیں۔ کہ دیکھئے میں اسکو آپکی سواری کے لئے سدھاتا ہوں۔ تیسری بار وہ پھر آتے اور کہتے ہیں۔ کہ میں اس کو سدھا رہا ہوں۔ اور اس کی تعریف کرتے ہیں۔ کہ یہ بڑی عمدگی سے سیکھ رہا ہے۔ اس کے بعد میں اس

خچر پر سواری

کرنے اور اپنے سفر کو پورا کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ مگر جب وہ سواری میرے سامنے آئی۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ وہ مادہ شتر مرغ ہے۔ یہ رویاء شائع ہو چکی ہے۔ مگر اس کی تعبیر شائع نہیں ہوئی۔ معبرین نے لکھا ہے کہ

خچر کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر

یہ ہے کہ ایسی عورت سے شادی ہو جس کے ہاں اولاد نہیں ہو سکتی۔ اور مجھے بشریٰ بیگم صاحبہ کے متعلق علم تھا کہ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ ان کے ہاں اولاد نہیں ہو سکتی مگر میں نے سوچا۔ کہ خواب میں میں جس سواری پر سوار ہونے لگا ہوں۔ وہ خچر نہیں بلکہ مادہ شتر مرغ ہے۔ اس لئے ممکن ہے وہ کوئی اور عورت ہو جس سے شادی ہوگی۔ یہ خیال کرکے میں نے پھر تعبیر نامہ کے اوراق اُلٹنے شروع کئے۔ اور

شتر مرغ پر سواری

کی تعبیر دیکھی۔ تو وہاں لکھا تھا۔ کہ ایسی عورت سے شادی ہو جس سے اولاد نہیں ہو سکتی۔ خچر ایک ایسا جانور ہے۔ جس سے بالطبع کچھ نفرت سی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس لئے اللہ تعالیٰ کی حکمت نے اس کے بجائے شتر مرغ دکھا دیا جس کے لئے عربی میں لفظ نعامہ ہے۔ جو نعمت سے نکلا ہے جس سے اس طرف اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اس خواب کے مورد کی اصلاح فرما کر اسے نعمت و رحمت کا موجب بنا دے گا۔ غرض اس رویاء میں

ایک ہی چیز کی دو مختلف صورتیں

بتائی گئیں۔ اور بتایا گیا۔ کہ پہلے کچھ بری باتیں پیدا ہونگی۔ مگر بعد میں نیک صورت پیدا ہو جائے گی۔ اس کے بعد

پھر میں نے استخارہ کیا

تو میں نے ایک رویاء دیکھی۔ جو شائع نہیں ہوئی۔ میں نے دیکھا۔ کہ میں ایک جگہ گیا ہوں۔ ایک بہت بڑا احاطہ ہے۔ جس میں ایک شخص رہتا ہے۔ اور اس احاطہ میں پانچ چھ چارپائیاں بچھی ہیں۔ جو اس کے خاندان کے لوگوں کی ہیں۔ وہ شخص مجھے کہتا ہے کہ آپ یہیں ٹھہریں۔ یہ کہکر وہ خود باہر چلا گیا ہے۔ اور پھر نہیں لوٹا۔ میں وہاں ٹہل رہا ہوں۔ وہاں میں نے دو چارپائیاں الگ بچھی ہوئی دیکھیں۔ اور ان میں سے ایک پر میں نے بشریٰ بیگم صاحبہ کی بہن ناصرہ بیگم صاحبہ کو لیٹے دیکھا۔ اس سے بھی میں نے سمجھا۔ کہ اس خواب کی تعبیر اسی خاندان سے وابستہ ہے۔ مگر یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی۔ کہ وہ آدمی گیا ہے تو پھر لوٹا کیوں نہیں۔ (گو بعد کے واقعات نے اس کی تعبیر ظاہر کر دی۔ کیونکہ برادرم سید عزیز اللہ شاہ صاحب پہلے تو اس رشتہ پر راضی ہو گئے۔ مگر بعد میں سیدہ بشریٰ بیگم کی گھبراہٹ کی وجہ سے وہ بھی متردد ہو گئے۔ بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ جب باقاعدہ پیغام گیا۔ تو وہ اس وقت دورہ پر چلے گئے تھے) اور

میں نے پھر استخارہ جاری رکھا

اور پھر میں نے وہ رویاء دیکھی۔ جو ۲۰ جون ۱۹۴۴ء کے "الفضل" میں شائع ہو چکی ہے۔ اور جس میں میں نے دیکھا۔ کہ میں ایک ایسی جگہ گیا ہوں جہاں میں سمجھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی پناہ لی تھی۔ وہاں دو بار مجھے سید ولی اللہ شاہ صاحب ملے ہیں۔ پہلی بار تو وہ اپنے کام کی رپورٹ سنائے بغیر گذر گئے ہیں اور دوسری بار انہوں نے کہا۔ کہ میں جب آیا تھا۔ تو میرے ساتھ میری بیوی کے علاوہ خاندان کی کچھ مستورات بھی تھیں۔ اور میں ان کو چھوڑنے چلا گیا۔ ایک نام انہوں نے اپنی بیوی سیارہ حکمت صاحبہ کا لیا۔ اور دوسرا جو نام لیا۔ اس کا ایک حصہ میں نے ظاہر نہیں کیا تھا۔ اور صرف غلام مرزا بتایا تھا۔ جو شائع ہو چکا ہے مگر اصل میں انہوں نے

بشریٰ غلام مرزا

کہا تھا۔ مگر خواب بیان کرتے وقت میں نے بشریٰ کا لفظ اڑا دیا۔ تا لوگوں کو ابھی میرے ارادہ کا علم نہ ہو۔ (تعجب ہے۔ بعض لوگوں کو پھر بھی علم ہو ہی گیا۔ معلوم نہیں کس طرح۔ شاید بعض لوگ خطوط چرا کر پڑھ لیتے ہیں۔) مگر پھر بھی مجھے خیال رہا۔ کہ یہ غلام مرزا نام جو خواب میں آیا ہے۔ ممکن ہے اس سے مراد کوئی اور عورت ہو اور شاہ صاحب کے ان الفاظ سے کہ میرے ساتھ سیارہ۔ بشریٰ غلام مرزا

ہیں۔ دو نہیں بلکہ تین عورتیں مراد ہوں۔ اس وجہ سے میں نے استخارہ جاری رکھا اسی عرصہ میں سید ولی اللہ شاہ صاحب سے بھی ذکر آیا۔ اور میں نے انہیں بتایا کہ اس طرح تذکرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ہے۔ اور پھر اپنے یہ رویاء بتائے۔ اور ان سے پوچھا۔ کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ میری رائے میں تو بہت اچھی بات ہے۔ اگر شادی ہو جائے۔ تو بشریٰ ذمہ داری کو نبھا سکتی ہے۔ اس پر میں نے

بشریٰ بیگم صاحبہ کے والد صاحب

کو ایک خط لکھا۔ اور سید ولی اللہ شاہ صاحب سے کہا۔ کہ اسے ان کے پاس لے جائیں۔ مگر ساتھ یہ بھی کہا۔ کہ اگر آپ کو یہ خیال ہو۔ کہ وہ اس بات کو نہ مانینگے۔ تو چونکہ اتنی خوابوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ کے بعد اس بات کو رد کر دینے کی صورت میں وہ خدا تعالیٰ کی گرفت کے مورد ہو سکتے ہیں۔ اور میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ کہ مریم بیگم مرحومہ کے رشتہ داروں میں سے کوئی کسی قسم کے عذاب میں مبتلا ہو۔ اس لئے آپ مجھے بتا دیں۔ تو میں یہ خط بھیجتا ہی نہیں۔ اور اسے پھاڑ دیتا ہوں۔ مگر انہوں نے کہا۔ کہ میرے خیال میں تو وہ ضرور مان لیں گے۔ اور ان کے اطمینان دلانے پر میں نے یہ خط ان کو دیا۔ اس کے بعد میں نے ایک اور رویاء دیکھی۔ کہ لڑکی کے والد صاحب مجھے ملے ہیں۔ اور مجھ سے بعض امور میں مشورہ لیتے ہیں۔ مگر اشاروں میں مجھ سے بات کرتے ہیں۔ واضح بات نہیں کرتے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ شادی کے بارہ میں ہی مجھ سے مشورہ کر رہے ہیں۔ خلاصہ ان کی بات کا یہ ہے۔ کہ اگر کسی کے سامنے کوئی بات پیش کی جائے۔ اور وہ اسے کرنا نہ چاہے۔ تو کیا کرے۔ میں خواب میں خیال کرتا ہوں۔ کہ مجھے ان کو ایسا جواب دینا چاہیئے۔ کہ جس سے ان کے شبہ کا ازالہ ہو۔ چنانچہ میں ان کو کوئی جواب دیتا ہوں۔ تو پھر وہ پوچھتے ہیں۔ کہ اچھا اگر کوئی اس بات کے کرنے پر راضی ہی ہو جائے تو پھر جلدی سے اس کام کو کر دے یا دیر کرے۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ یہ تو کام کی نوعیت پر منحصر ہے۔ اگر اس کام کے جلدی سے کرنے میں فائدہ ہے۔ تو جلدی کرے۔ اور اگر دیر سے کرنے میں فائدہ ہے۔ تو دیر سے کرے۔ اور اس خواب سے میں نے سمجھا۔ کہ ضرور اس معاملہ میں پہلے کچھ گڑبڑ ہوگی۔ چنانچہ سید ولی اللہ شاہ صاحب جو پیغام لے کر گئے تھے واپس آئے۔ تو انہوں نے مجھے بتایا۔ کہ لڑکی کے والد تو راضی ہیں۔ مگر لڑکی کہتی ہے۔ کہ میں تو شادی کے قابل ہی نہیں۔ پہلے ہی لوگ کہتے تھے کہ انہوں نے ایک بیمار عورت حضرت صاحب کے گھر میں بھیجدی ہے۔ اب اگر میں گئی۔ تو

خاندان کی بدنامی

ہوگی۔ اور لوگ کہیں گے۔ کہ ایک اور بیمار بھیجدی۔ اور اس طرح یہ خاندان اپنے بیماروں کو بھیجکر بوجھ ڈالتا ہے۔ شاہ صاحب نے آ کر جب مجھے یہ بات بتائی۔ تو میں نے ان سے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے پہلے ہی یہ بتایا گیا ہے۔ کہ پہلے کچھ مشکلات پیدا ہونگی۔ اس عرصہ میں اور بھی بہت لوگوں نے میرے اور ان کے خاندان کے متعلق خواب دیکھے۔ جن میں اس امر کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ جب میں نے سید ولی اللہ شاہ صاحب کو بھیجا۔ تو ان سے کہا تھا۔ کہ پہلے برادرم سید حبیب اللہ شاہ صاحب سے لاہور میں ملتے جائیں۔ (وہ میرے بچپن کے دوست ہیں۔ اور بشریٰ بیگم کے چچا) وہ جب سید حبیب اللہ شاہ صاحب کے ہاں پہنچے۔ تو ان کے دل میں چونکہ فکر تھا کہ شاید میری بات نہ مانی جائے وہ کچھ افسردہ سے تھے

سید حبیب اللہ شاہصاحب کی اہلیہ انگریز ہیں اور بڑی زیرک ہیں۔ انہوں نے سیّد ولی اللہ شاہصاحب کے چہرے کو دیکھ کر پہچان لیا۔ کہ ان کو کوئی فکر ہے۔ اور جب یہ غسلخانہ میں غسل کیلئے گئے۔ تو انہوں نے اپنے میاں سے کہا۔ کہ بھائی کے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انہیں کوئی فکر ہے۔ آپ نے اُن سے پوچھا کیوں نہیں؟ شاہصاحب نے سنایا۔ کہ جب میں نہا رہا تھا۔ تو بھائی حبیب اللہ صاحب اپنی اہلیہ سے یہ معلوم کر کے غسل خانہ کے آگے آکر ٹہلنے لگے۔ اور میں جب باہر آیا۔ تو مجھ سے پوچھا۔ کہ کیا بات ہے۔ وہ ان کو یہ بات سنانے لگے۔ تو سیّد حبیب اللہ شاہصاحب نے کہا۔ کہ مجھے تو پہلے ہی علم ہو چکا ہے کہ یہی بات ہے۔ کیونکہ آپ کے غسلخانہ سے نکلنے سے قبل میں نے کشفاً دیکھا۔ کہ بشریٰ بیگم سفید لباس میں ملبوس میرے سامنے کھڑی ہیں۔ اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کو بھی دیکھا۔ کہ قریب ہی ایک طرف کھڑے ہیں اور یہ القاء ہوا۔ کہ

بشریٰ بیگم حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کے لئے ہے

نیز شاہصاحب نے بتایا۔ کہ جب میں بھائی حبیب اللہ صاحب سے مشورہ کرنے کے بعد جہلم پہنچا۔ تو چونکہ میری آمد اچانک تھی ہمشیرہ زہرہ بیگم لڑکی کی والدہ بہت خوش ہوئیں۔ اور ملتے ہی سنایا۔ کہ خدا کی قسم آج ہی میں نے تین چار گھنٹے قبل خواب میں دیکھا۔ کہ آپ آئے ہیں۔ اور

آپکے ہاتھ میں شہد ہے

اور آپ نے کہا ہے کہ یہ شہد میں آپ کیلئے لایا ہوں۔ اور یہ کہ آپ کے والدین بھی (جو ان کے پھوپھا اور پھوپھی ہیں) وہ بھی کمرے میں موجود ہیں۔ پھوپھی صاحبہ کہتی ہیں۔ کہ اس شہد میں میرا بھی حصہ ہے۔ میرا حصہ محفوظ رکھنا۔ اسکے ساتھ ہی دیکھا کہ شہد کی مکھیاں بھی پیچھے پیچھے اُڑتی آرہی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بار وہاں سے اُڑ چکی ہیں اور اب دوبارہ بیٹھنا چاہتی ہیں۔ اس طرح گویا خود لڑکی کے رشتہ داروں نے بھی خدا تعالیٰ سے اس

رشتہ کی بشارات

پائی تھیں۔ مگر میری خواب کے مطابق ہوا یہ کہ لڑکی نے کہدیا۔ کہ میں تو بیمار ہوں اس لئے یہ بوجھ نہ اٹھا سکونگی۔ اور لوگ کہیں گے کہ اس گھر سے پہلے ایک بیمار آئی تھی۔ وہ فوت ہوگئی۔ تو اب دوسری آگئی ہے۔ اور لڑکی نے اپنے والد کو

ایک بہت دردناک خط

لکھا جسمیں اپنی بیماری کی حالت بیان کر کے لکھا کہ ایسا نہ ہو۔ ہم لوگ بجائے ثواب کے عذاب میں مبتلا ہو جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی کسی گرفت میں آجائیں۔ اور لڑکی کے والد صاحب کا بھی یہی خیال ہو گیا۔ اس عرصہ میں لڑکی کی والدہ نے اسے سمجھایا۔ اور کہا۔ کہ لیڈی ڈاکٹر کی رائے لے لی جائے۔ چنانچہ ایک لیڈی ڈاکٹر کی رائے لی گئی۔ تو اس نے کہا۔ کہ لڑکی ہرگز ایسی بیمار نہیں کہ شادی کے قابل نہ ہو۔ اور ذمہ داری نہ اٹھا سکے۔ اس پر لڑکی کا شبہ بھی دور ہو گیا اور اسکے والد بھی راضی ہو گئے۔

اب میں نے جو رویاء دیکھا تھا۔ اس کا

دوسرا حصہ

بھی پورا ہونا باقی تھا۔ یعنی یہ کہ اگر کوئی راضی ہی ہو جائے۔ تو پھر جلدی کرے۔ یا دیر کرے۔ چنانچہ وہ اس طرح پورا ہوا۔ کہ جب نکاح کے ذکر کے ساتھ رخصتانہ کا ذکر ہوا۔ تو برادرم سید عزیز اللہ شاہ صاحب نے سیّد ولی اللہ شاہ صاحب سے کہا۔ کہ رخصتانہ ہم جلدی نہیں کر سکتے تیاری کے لئے ہمیں وقت ملنا چاہیئے۔ ہم نہیں چاہتے کہ جلدی میں کوئی سامان نہ کر سکیں۔ اور لڑکی کی دلشکنی ہو۔ اور وہ سمجھے کہ میں چونکہ بیمار تھی۔ اس لئے والدین مجھے یونہی پھینک رہے ہیں۔ اس طرح گویا رویاء کا ہر حصہ پورا ہو گیا۔ میں نے اپنے خاندان کے جن افراد سے مشورہ کیا۔ انہوں نے بھی یہی رائے دی۔ کہ بچوں کے انتظام کیلئے اور شادی ہی مناسب رہے گی۔ میری زیادہ بے تکلفی اپنی

ہمشیرہ مبارکہ بیگم

سے ہے۔ اُن سے میں نے ذکر کیا۔ تو انہوں نے تذکرہ کے یہی الہامات مجھے سنائے اور کہا کہ میں تو خود آپ سے یہ کہنا چاہتی تھی۔ مگر مریم بیگم مرحومہ سے چونکہ مجھے بہت محبت تھی۔ اور لوگوں کو معلوم تھا کہ ہمارے باہم بہت تعلقات تھے۔ اس لئے میں نے اس ڈر سے آپکو یہ مشورہ پہلے نہیں دیا کہ لوگ کہینگے کہ زندگی میں جس سے اتنی محبت تھی۔ اسکی وفات کے بعد فوراً ہی اور شادی کر لینے کا مشورہ دے رہی ہیں۔ انہوں نے اپنا ایک خواب بھی سنایا۔ جو انہوں نے ام طاہر مرحومہ کی زندگی میں ہی دیکھا تھا۔ جس کی تعبیر یہی ہے۔ کہ اس خاندان میں میری دوسری شادی ہوگی۔ عجیب بات یہ ہے کہ جو خواب ہمشیرہ مبارکہ بیگم نے دیکھا تھا۔ وہی خواب برادرم سید ولی اللہ شاہصاحب نے بھی مرحومہ کی زندگی میں دیکھا تھا۔ جو انہوں نے اپنی بیوی کو سُنا دیا تھا۔ پھر

اور لوگوں نے بھی

ایسے خواب دیکھے ہوئے تھے جو بعد میں معلوم ہوئے۔ مثلاً ایک عورت نے شاہصاحب کے گھر میں اپنا خواب سنایا جو اس نے ام طاہر مرحومہ کی زندگی میں وفات سے چھ سات ماہ پہلے دیکھا تھا۔ اور اس وقت یہ خواب سنایا جبکہ اس قسم کا علم کسی کو نہیں تھا۔ اس نے کہا۔ کہ میں نے دیکھا تھا۔ کہ حضرت صاحب کی شادی بشریٰ بیگم سے ہو رہی ہے۔ نہ معلوم اسکی کیا تعبیر ہے۔ کوئی بری تعبیر نہ ہو۔ اسی طرح پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے نے بتایا۔ کہ انہوں نے ام طاہرؓ کی بیماری میں دیکھا۔ کہ آپ کی شادی ایک بشریٰ نام عورت سے ہوئی ہے۔ یہ خواب انہوں نے اسی وقت کئی کو سنا دیا تھا۔ اور اس موقعہ کے لحاظ سے تعبیر کی کہ ام طاہرؓ کو صحت ہو جائے گی یہ بشارت ہے۔ علاوہ ازیں سیّدہ لال بی بی افغان نے ام طاہرؓ کی زندگی میں خواب دیکھا۔ کہ میری شادی ہو رہی ہے۔ اس پر وہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا چلو میں بھی دولہن کو دیکھوں۔ جب دولہن کو دیکھا۔ تو وہ ام طاہر مرحومہ ہی تھیں۔ اسپر وہ کہتی ہیں۔ کہ میں حیران ہوئی۔ کہ دوبارہ حضرت صاحب نے ام طاہر سے ہی شادی کی ہے۔ یہ خواب انہوں نے ام طاہر احمد کو سنایا۔ تو انہوں نے ہنسی سے کہا۔ لال پری جسطرح تم پاگل ہو تمہاری خوابیں بھی پاگل ہیں۔ ان سب خوابوں سے یعنی ان میں سے جو اس تحریک کے وقت معلوم ہوئیں (مذکورہ خوابوں کے علاوہ کوئی نصف درجن خوابیں اور بھی لوگوں نے اس بارہ میں بتائی ہیں۔) اور اپنی خوابوں سے مَیں نے آخر یہی فیصلہ کیا کہ

اللہ تعالیٰ کا منشاء

یہی ہے۔ کہ میں بشریٰ بیگم سے شادی کر لوں۔ (ان رؤیا کے علاوہ ایک رؤیا

چوہدری عبداللطیف صاحب بی۔ اے کی بھی ہے۔ انہوں نے اس تحریک کے علم سے پہلے دیکھا۔ کہ میری شادی ہو رہی ہے۔ اور وہ اپنے ایک دوست سے کہتے ہیں کہ لو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کہ مصلح موعود سات بیویاں کریگا۔ پوری ہوگئی۔ اور ایک خواب شیخ ناصر احمد صاحب بی۔ اے نے کوئی تین ماہ ہوئے دیکھی۔ جو انہوں نے اسی وقت مجھے سنادی تھی۔ کہ میری شادی ام نسفان سے ہوئی ہے۔ نسفان اس برتن کو کہتے ہیں جو پورا بھر کر بہہ پڑے پس ام نسفان سے مراد یا تو نہایت محبت کرنے والی عورت کے ہیں یا سخی کے اور یا دونوں صفات رکھنے والیکے)

اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے رؤیا اور خوابوں میں کسی

جگہ کی تعیین

نہ تھی۔ سوائے اس ایک کے جس میں مَیں نے دیکھا کہ بشریٰ بیگم صاحبہ کے والد صاحب مجھے ملے ہیں۔ اور مجھ سے بعض باتیں پوچھتے ہیں۔ مگر قرائن بہت سے پائے جاتے تھے اسی طرح بعض دوسرے لوگوں کی خوابیں ایسی تھیں۔ جن سے تعیین ہوتی تھی۔ اور واقعات بھی اسی طرح ظاہر ہوتے گئے جسطرح خوابوں میں بتایا گیا تھا۔ اس لئے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ان خوابوں اور الہامات سے سیدہ بشریٰ بیگم ہی مراد ہیں۔ لیکن باوجود اس کے انسان نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ کیا ہو۔ بعض دفعہ الٰہی اشارہ ایک طرف جاتا ہے۔ مگر وہ دراصل ایک امتحان ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو آزمائش میں ڈالنا چاہتا ہے اس لحاظ سے اور اس لحاظ سے بھی کہ اس گھر کو آباد کرنے کی ضرورت ہے

بہت دعاؤں کی ضرورت ہے

اس محبت کی وجہ سے جو مجھے ام طاہر مرحومہ سے تھی یہ قدم جو میں اٹھا رہا ہوں میرے لئے سہل اور خوشی کا موجب نہیں بلکہ رنج اور تکلیف کا موجب ہے۔ مجھے امید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت جسطرح کہ میں نے اسے سمجھا۔ میں نے جو قدم اٹھایا ہے میرا رحیم و کریم خدا میرے لئے اسے کسی پریشانی کا موجب بنائے گا۔ تو بھی اگر یہ خوابیں

میری آزمائش کیلئے

بھی ہیں۔ تو میں پھر بھی اس سے دعا کرتا ہوں۔ کہ جب میں نے اس کا ایک کمزور بندہ ہوتے ہوئے اس کے اشارہ پر چلنے کا فیصلہ کیا۔ تو وہ طاقتور اور رحیم و کریم ہوتے ہوئے ضرور اگر یہ کوئی آزمائش کی بات بھی ہے۔ تو اس ابتلا کو ابتلائے رحمت بنا دے۔ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں۔ اس بارہ میں مجھے بھی اور بہت سے دوستوں کو بھی

بیسیوں رؤیا

ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے بھی خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص جس کا نام بشارت اللہ ہے۔ میرے گلے میں ہار ڈال رہا ہے۔ اور اسلئے میں چونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے منشاء کے ماتحت یہ کام کر رہا ہوں۔ میں امید رکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اُسے

موجب خیر و برکت

کریگا۔ بعض لوگوں نے اعتراض بھی کئے ہیں۔ اور اسی وجہ سے میں نے تمام واقعات بیان کر دئیے ہیں۔ بعض دوستوں کو غلط فہمیاں بھی ہیں۔ جنکا دُور کرنا ضروری ہے۔ بعض نے لکھا ہے۔ کہ یہ لوگ آپ کو دھوکا دے کر یہ رشتہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ سب سے پہلے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے اس طرف توجہ ہوئی اور پھر میں نے استخارہ کیا۔ اپنے خاندان کے بعض افراد سے مشورہ کیا۔ خوابیں ہوئیں۔ دوسروں کی خوابیں سنیں۔ اور پھر خود سید ولی اللہ شاہ صاحب سے تحریک کی۔ اور ان کو آپ کہہ کر لڑکی کے والد صاحب کے پاس تحریک کرنے کیلئے بھیجا۔ پس ان حالات میں یہ کہنا کہ مجھے

دھوکا دے کر

یہ شادی کی جارہی ہے۔ بہت بڑا ظلم ہے۔ اگر یہ دھوکا ہے۔ تو یہ میرے خدا نے مجھے دیا ہے۔ یا میں نے خود اپنے نفس کو دیا ہے۔ لڑکی کے خاندان کا معاملہ اس میں بالکل صاف اور اعتراض سے کلی طور پر بالا ہے۔ بعض دوستوں نے لکھا ہے۔ کہ آپ کو کسی بڑی عمر کی لڑکی کے ساتھ شادی کرنی چاہیئے۔ انکو بھی یہ معلوم نہیں کہ بوجہ بیماری کے بشریٰ بیگم کی اب تک شادی نہیں ہوئی۔ ورنہ انکی عمر اس وقت ۲۷ سال ہے۔ اور یہ وہ عمر ہے جب عورت کی عقل پختہ ہو جاتی ہے۔ باقی یہ تو قیاس بھی نہیں کیا جاسکتا کہ

بڑی عمر کی عورت

کے ساتھ شادی کا مشورہ دینے والا کوئی عقلمند یہ بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ بڑی عمر سے مراد پچاس سال کی عورت ہے۔ بشریٰ بیگم کی عمر اپنی مرحومہ پھوپھی سے صرف ۱۱½ سال کم ہے۔ مریم بیگم مرحومہ کے ہاں سب بچے پیدا ہو چکنے پر دو سال گذرنے کے بعد جتنی انکی عمر تھی۔ اتنی عمر اسوقت بشریٰ بیگم کی ہے۔

پس میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر یہ سب خواب اور الہامات اسی رشتہ کے متعلق ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ انکو توفیق دے دیگا۔ کہ وہ اپنے آپ کو غلام مرزا ثابت کرسکیں۔ اور جیسا کہ میں نے

ایک اور رؤیا

میں دیکھا تھا۔ کہ ایک فرشتہ آواز دے رہا ہے۔ کہ مہر آپا کو بلاؤ۔ جسکے معنے ہیں محبت کرنے والی آپا۔ تو انکے اندر اللہ تعالیٰ یہ احساس پیدا کردیگا کہ مرحومہ کے بچوں کے لئے محبت کرنے والی آپا بن کر نہ صرف ایک عام ثواب حاصل کرسکیں۔ بلکہ ایک بزرگ مہربان کی خدمت کرسکیں یا ان کی خدمت کا بدلہ اتار سکیں۔ اسی طرح

جماعت کی مستورات اور مساکین کیلئے

مہر آپا ثابت ہوں۔ پس جن لوگوں نے اعتراض کئے ہیں۔ غلط فہمی اور لاعلمی سے کئے ہیں۔ اگر اس میں کوئی غلطی یا قصور ہے۔ تو میری طرف سے ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اگر کوئی غلطی اس میں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کے ابتلاء کے سامان کئے ہیں۔ اسقدر کثرت سے رؤیا اور خواب اس بارہ میں آئے ہیں کہ بظاہر امید نہیں اس میں کوئی غلطی ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ

آئندہ کیا ہونے والا ہے؟

بعض اوقات اس کے کاموں میں بعض بڑے باریک راز ہوتے ہیں اس لئے ہم اپنے اسی غنی خدا سے ہی ابتلاؤں سے پناہ مانگتے ہیں۔ میرے لئے یہ زمانہ

دوڑ کا زمانہ

ہے۔ اور میں امید نہیں کرتا۔ کہ میرا رحیم و کریم خدا ایک طرف تو مجھے دوڑنے کا حکم دے۔ اور دوسری طرف ایک پتھر میرے گلے میں لٹکا دے کہ مَیں دوڑ نہ سکوں۔ اس رحیم و کریم سے مَیں ایسی امید نہیں کر سکتا۔ اور اسکے ہی فضل پر بھروسہ رکھتے ہوئے میں سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ بنت سید عزیز اللہ شاہ صاحب کے ساتھ ایک

ہزار روپیہ مہر

پر اپنا نکاح قبول کرتا ہوں۔ اور دُعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اس گھر میں آنیوالی کو سلسلہ کا خادم بنائے۔ اسلام اور احمدیت کی خدمت کی توفیق عطاء کرے۔ اور اس غرض کو پُورا کرنے والا بنائے۔ جو میرے مدنظر ہے۔ یعنی مرحومہ کے بچوں کی نگرانی اور تربیت کی توفیق عطا کرے۔ وہ ہمارے گھر میں محبت اور پیار سے رہنے والی ہو۔ میری دُوسری بیویوں سے لڑنے جھگڑنے والی نہ ہو۔ غریبوں اور مسکینوں کے لئے ہمدرد اور مہمانوں کے لئے خبر گیر ہو۔

اِسلام اور سلسلہ کی خدمت

میں اپنی زندگی خرچ کرنیوالی ہو۔ تا جب وُہ دنیا سے رخصت ہو۔ تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کے مالک کا سلام پہنچاتے ہوئے اس کی رُوح کے استقبال کے لئے آگے بڑھیں +

مکرم خادم صاحب کی تشویشناک علالت

گجرات ۲۹ جولائی (بذریعہ ڈاک) حالت بہت ہی تشویشناک صورت اختیار کرتی جارہی ہے۔ کل ٹمپریچر ۱۰۳ درجہ تک بڑھ گیا۔ ٹمپریچر میں بجائے کمی کے زیادتی ہوگئی ہے۔ احباب جماعت کی خاص توجہ اور دعا کی ضرورت ہے ٭ ملک برکت علی

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

واشنگٹن ۳۰ جولائی۔ چہار شنبہ کی صبح کو امریکن ہوائی جہازوں نے فلپائن کے جنوب میں ایک جاپانی جزیرہ پر بڑے زور کا حملہ کیا۔ جہاں تیل کے ذخائر کو بہت نقصان پہنچا۔ دشمن کے تیس ہوائی جہاز زمین پر اور پندرہ ہوا میں برباد کر دیئے گئے۔ دشمن کا ایک گشتی جہاز غرق کر دیا گیا۔ کل امریکن طیاروں نے منچوریا میں میکڈن کے مقام پر بڑے زور کا حملہ کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے دو اور مقامات پر بھی بم باری کی۔ جزیرہ گوام میں امریکن فوج نے آدھے کی جاپانی بارکوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہاں گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔

لنڈن ۳۰ جولائی۔ روسی فوجیں لئوف پر قبضہ کرنے کے بعد چیکوسلواکیہ اور ہنگری کی سرحد کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ کچھ اور دستوں نے وسچولا کی وادی میں ایک پچاس میل علاقہ پر قبضہ کر کے وہاں مضبوطی سے قدم جما لئے ہیں۔ وارسا پر بڑھنے والی روسی فوج اب تھوڑے ہی فاصلہ پر ہے۔ جرمن اس علاقہ میں سخت مقابلہ کر رہے ہیں۔ مشرقی پرشیا کی طرف بڑھنے والی فوج اب اوز اسے بہت تھوڑی دُور ہے۔ جو اس علاقہ میں آخری جرمن چوکی ہے۔ اسکے علاوہ لٹیویا کے دارالسلطنت ریگا کی طرف بھی روسی پیشقدمی جاری ہے۔ کل روسی بمباروں نے ریگا اور وارسا پر سخت بمباری کی۔

لنڈن ۳۰ جولائی۔ اٹلی میں اتحادی فوج اور فلورنس میں صرف پہاڑی مورچے ہیں۔ ملک معظم نے اٹلی میں اپنے دورہ کا چھٹا دن پانچویں فوج کے ہیڈکوارٹر میں گذارا۔

دہلی ۳۰ جولائی۔ آسام برما کی سرحد پر ٹیل ٹامو روڈ کے ساتھ ساتھ بڑھنے والی فوج دو میل اور آگے بڑھ گئی ہے۔ اور اب برما کی سرحد سے سات میل کے فاصلہ پر ہے۔

دہلی ۳۰ جولائی۔ مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے اجلاس میں مسٹر جناح نے اعلان کیا ہے کہ گاندھی جی نے مجھے لکھا ہے کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اور مَیں نے ان کی تجویز کو منظور کر لیا ہے۔ ورکنگ کمیٹی نے مسٹر جناح کے فیصلہ کو پسند کیا۔ کمیٹی کا اجلاس دو بار ہوا۔ اور مسٹر راج گوپال اچاریہ کے فارمولا پر غور کیا گیا۔ اس فارمولا میں کئی ترامیم پیش ہوئیں۔ اور ان پر بحث ہوتی رہی۔

لنڈن ۳۰ جولائی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ہٹلر پر حملہ کی خبر محض ایک افسانہ ہے جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ ہٹلر کے مخالف فوجی افسروں کو ہلاک کرنے کے لئے جواز کی صورت پیدا کی جائے۔ جرمن اخبارات میں اس کمرہ کی تصویر چھپی ہے۔ جس میں بم پھٹا۔ اور اسکی چھت تک اُڑ گئی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس صورت میں دو گز کے فاصلہ پر کھڑا ہوا ہٹلر کیونکر بچ سکتا تھا۔

بمبئی ۳۰ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی نے حضور وائسرائے سے ملنے کی ایک اور درخواست پیش کی تھی۔ جسے نامنظور کر دیا گیا۔

شملہ ۳۰ جولائی۔ ۲۴ جولائی کو فرخ نگر ضلع گوڑ گاؤں میں جو فرقہ وارانہ فساد ہوا۔ اس کے بارہ میں سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہندوؤں نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے ملحقہ دیہات کے ہندوؤں کو ڈھول پیٹ پیٹ کر جمع کیا اور مسلمانوں کے محلہ پر حملہ کر کے انہیں زبردستی گھروں سے گھسیٹ گھسیٹ کر نکالا گیا۔ چھ مسلمان ہلاک اور سولہ زخمی ہوئے۔ جن میں سے دو اور ہسپتال میں فوت ہو گئے۔

لاہور ۳۰ جولائی۔ مسلم لیگ کونسل نے گاندھی جی سے بات چیت کے جملہ اختیار مسٹر جناح کو دے دیئے ہیں۔ مسٹر جناح نے بتایا۔ کہ گاندھی جی نے مجھے لکھا ہے۔ کہ جب مَیں جیل میں تھا۔ مَیں نے آپ کو لکھا تھا۔ کہ مجھے ملیں۔ مگر جیل سے باہر آکر مَیں آپ کو نہ لکھ سکا۔ آج میرے دل میں ایک جوش ہے۔ کہ آپ کو لکھوں۔ کہ جب آپ مناسب سمجھیں۔ ہم ایک دوسرے سے ملیں۔ مسٹر جناح نے اس کے جواب میں لکھا ہے۔ کہ میں غالباً اگست کے دوسرے ہفتہ بمبئی پہنچونگا۔ اور وہاں اپنے مکان پر آپ سے مل کر بہت خوش ہونگا۔

مسٹر راجگوپال اچاریہ کے فارمولا کے بارہ میں مسٹر جناح نے کہا کہ یہ اس ریزولیوشن کے خلاف ہے۔ جو مسلم لیگ نے مارچ ۱۹۴۰ء میں پاس کیا تھا۔ اور اسے ملیا میٹ کرنے کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ اگر گاندھی جی صاف لفظوں میں پاکستان کو مان لیں۔ تو ہم مل کر کام کر سکتے ہیں۔ تاہم یہ غنیمت ہے کہ انہوں نے ہندوستان کے حصے بخرے کرنے کے اصول کو مان لیا ہے۔

لنڈن ۳۰ جولائی۔ نارمنڈی میں مورچہ کے مغربی سرے پر امریکن فوج برابر جنوب کی طرف بڑھ رہی ہے۔ وسطی مورچہ پر کومو کے علاقہ میں برطانی فوج نے ایک نیا حملہ شروع کیا ہے۔ اور سان لو سے ۱۵ میل جنوب مغرب کی طرف ایک شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔

روم ۳۰ جولائی۔ اطالوی حکومت نے تعزیرات میں تبدیلی کر کے موت کی سزا اڑا دی ہے۔ البتہ فوجی اور سیاسی مجرموں کو یہ سزا دی جا سکے گی +